إن الله وملائكته يصلون على النبي
يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما
اذان
سے پہلے صلوۃ وسلام
کی شرعی حیثیت
فقیہ العصر عالم ربانی مفتی محمد عبد اللہ نعیمی شہید رحمۃ اللہ علیہ
صاحبزادہ مفتی محمد جان نعیمی
ناشر
مفتی اعظم سندھ اکیڈمی دار العلوم مجددیہ
نعیمیہ ٹرسٹ ملیر کراچی

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الآیۃ)
اذان
سے پہلے صلوٰۃ وسلام
پڑھنے کی شرعی حیثیت
از افاضات
فقیہ العصر عالم ربانی مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید رحمۃ اللہ علیہ
باہتمام صاحبزادہ مفتی محمد جان نعیمی
ناشر
مفتی اعظم سندھ اکیڈمی العلوم مجددیہ
نعیمیہ ٹرسٹ ملیر کراچی

کتاب :	تحفۃ الاخوان فی الصلوٰۃ والسلام قبل الاذان
تالیف :	فقیہ العصر مفتی محمد عبداللہ نعیمی قدس سرہ العزیز
اہتمام ترتیب و تحقیق و تخریج :	مفتی محمد جان نعیمی
طباعت :	بار اول ۱۳۹۸ھ / ایک ہزار
....	بار دوئم ۱۴۰۰ھ / ایک ہزار
....	بار سوئم ۱۴۰۲ھ / ایک ہزار
....	بار چہارم ۱۴۰۵ھ / ایک ہزار
....	بار پنجم ۱۴۰۸ھ / ایک ہزار
....	بار ششم ۱۴۰۸ھ / ایک ہزار
....	بار ہفتم ۱۴۱۲ھ / پانچ ہزار
....	بار ہشتم ۱۴۲۰ھ / تین ہزار
ناشر :	مفتی اعظم سندھ اکیڈمی دار العلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر

تقسیم کار

مفتی اعظم سندھ اکیڈمی دار العلوم مجددیہ نعیمیہ (ٹرسٹ) ملیر کراچی

فون :- 4500909 - 4509074 فیکس : 4518100

انتساب

مفتی اعظم سندھ عالم ربانی حضرت پیر طریقت شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید قدس سرہ العزیز کے سجادہ سعید خلف اکبر حضرت علامہ مفتی غلام محمد نعیمی قدس سرہ العزیز کے نام جنہوں نے اشاعت اسلام اور مسلک حقہ اہلسنّت و جماعت کے فروغ استحکام اور احیاء کیلئے جام شہادت نوش فرمایا۔

احقر
محمد جان نعیمی
مہتمم دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ
ملیر کراچی

عرض ناشر

حضرت فقیہ العصر عالم ربانی مفتی محمد عبداللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسی شخصیت جو کسی تعارف کی محتاج نہیں ایک ایسی جلیل القدر ہستی کہ جس کے فہم و فراست و تقویٰ و جلالت علمی کو اپنے تو اپنے غیروں نے بھی تسلیم کیا۔

آپ کی تمام تصانیف علوم و معارف کا سرچشمہ ہیں ہر کتاب میں تحقیق و تدقیق کے دریا موجزن ہیں۔

ہر مسئلہ کے تمام گوشوں کو اس طرح واضح فرمایا جس کی نظیر نہیں ملتی رسالہ مذکورہ میں صلوٰۃ وسلام کی شرعی حیثیت کو جس قدر مواد علمی سے مزین کیا گیا ہے قبل ازیں بریں مسئلہ اس قدر تحقیق علمی نظر میں نہیں آتی۔

بحمدہ تعالیٰ مختصر وقت میں اس رسالہ نے جو مقبولیت حاصل کی ہے۔ وہ یقیناً اخلاص نیت پر دلالت کرتا ہے۔

مفتی اعظم سندھ اکیڈمی دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ اس رسالہ کا آٹھواں ایڈیشن پیش کر رہا ہے۔

اس رسالہ کو پڑھنے سے ہر شخص خود ہی محسوس کرے گا کہ درود و سلام اذان سے پہلے کتنی بڑی دولت ہے۔ اور روکنے والے کتنی بڑی سعادت سے محروم ہیں۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ جہاں کہیں کوئی لفظی معنوی غلطی محسوس کریں تو ہمیں مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازالہ کر دیا جائے۔

آخر میں اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں دعا ہے ہماری اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور سرمایہ دارین بنائے آمین۔

صاحبزادہ حافظ نذیر احمد نعیمی

ناظم مفتی اعظم سندھ اکیڈمی

ملیر کراچی۔

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

امابعد: درود و سلام ایک منفرد اور بے مثل عبادت اور قرب الٰہی و قرب نبوی ﷺ کا بہترین ذریعہ ہے۔ اذان سے قبل اور اذان کے بعد صلاۃ وسلام پڑھنا جائز وامر مستحسن اور باعث اجر و ثواب ہے اور پڑھنے کو مذموم کہنا ہی مذموم ہے۔ جس کی اصل قرآن و سنت اور فقہائے اسلام کی تصریحات سے ثابت ہے۔

قرآن شریف اور صلوٰۃ وسلام:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا الآیۃ سورۃ الاحزاب۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

آیت مبارک میں صلّوا وسلّموا کا درس دیا جارہا ہے جس میں کوئی تخصیص و تعین و تقیید نہیں بلکہ مطلقاً فرمایا گیا ہے۔ (کہ جب اور جس طرح اور جہاں ہو آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے نذرانہ درود و سلام پیش کرو)

اب کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ درود وسلام کو کسی خاص ہیئت، مخصوص انداز یا کسی خاص وقت کے ساتھ مقید کرے۔ ایسی جرأت احکام شریعت کو اپنے ہاتھ میں لینے اور غیر مقید کو مقید کرنے کے مترادف ہوگی جو عظیم ظلم اور سنگین گناہ ہے۔

احادیث نبویہ اور صلوٰۃ وسلام:

(۱) طبرانی کبیر جلد ۵ ص ۱۰۳ مطبوعہ بیروت مسند امام احمد بن حنبل جلد دوئم ص ۱۶۸ مطبوعہ بیروت ترمذی شریف جلد دوئم ص ۳۵۵ مطبوعہ بیروت میں حضرت ابو

ہریرہؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

من صلّٰی علیّ صلاۃً صلّی اللہ علیہِ عشرًا (الحدیث)

جس نے مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ نے اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں۔

(۲) نسائی شریف جلد اول ص ۱۸۹، ۱۹۱ مشکوٰۃ شریف ص ۸۶ المستدرک علی الصحیحین جلد ۲ ص ۴۲۰ مطبوعہ بیروت میں حضرت ابو طلحہؓ سے روایت کیا گیا ہے۔

انّ رسُولَ اللہِ ﷺ جاءَ ذاتَ یومٍ والبُشرٰی تُرٰی فِیْ وجھِہٖ فقُلنا یارسُولَ اللہ انّا لنری البُشرٰی فِیْ وجھِکَ فقالَ انّہٗ اتانیْ الملکُ فقالَ یامُحمّدُ انّ ربّکَ یقُولُ اما ترضٰی ماَاحدٌ مِنْ اُمّتِکَ صلّٰی علیکَ الّاصلّیتُ علیہِ عشرَ صلواتٍ ولاسلّمَ علیکَ احدٌ مِنْ اُمّتِکَ الّا رددتُ علیہِ عشرَ مرّاتٍ فقالَ بلٰی هذا حدیث صحیح الاسناد۔

ایک روز رسول اکرم ﷺ اس انداز میں تشریف لائے کہ چہرہ مبارک سے خصوصیت کے ساتھ خوشی و مسرت کے آثار نمایاں تھے ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آج ہم آپ کے چہرہ انور پر خوشی و مسرت کے آثار خاص طور دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں اس وجہ سے خوش ہوں۔ کہ میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا کہ آپ کا رب فرماتا ہے۔ اے محمد (ﷺ) کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کی امت کا کوئی شخص آپ پر درود بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجوں اور آپ کی امت کا کوئی شخص آپ پر سلام بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔ میں نے کہا ہاں میں (راضی ہوں)

(۳) نسائی شریف دارمی شریف مشکوٰۃ شریف ص ۸۶ اور المستدرک علی الصحیحین جلد دوئم ص ۴۲۱ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا گیا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ۔ اِنَّ لِلّٰہِ مَلاَئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِیْ السَّلَامَ۔ (الحدیث)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی ایک جماعت روئے زمین کی سیر کرتی رہتی ہے۔ جو مجھے میری امت کے سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔

(۴) مشکوٰۃ شریف ص ۸۶ ابو داؤد جلد اول ص ۲۸۶ مطبوعہ کراچی مصنف ابن ابی شیبۃ جلد ۲ ص ۳۷۵ بیروت تفسیر ابن کثیر جلد ۶ ص ۳۶۵ مطبوعہ مصر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ۔ (الحدیث)

یعنی مجھ پر درود بھیجا کرو کہ تمہارا درود میرے پاس پہنچتا ہے تم جہاں بھی ہو۔

(۵) امام قاضی عیاض قدس سرہ العزیز المتوفی ۵۴۴ھ نے شفاء شریف جلد ۲ ص ۶۱ میں سیدنا ابن وہب سے روایت کی کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

مَنْ سَلَّمَ عَلَیَّ عَشْرًا کَاَنَّمَا اَعْتَقَ رَقَبَۃً۔ الحدیث

جس نے مجھ پر دس بار سلام بھیجا گویا کہ اس نے ایک غلام آزاد کیا۔

اس حدیث مبارکہ کی شرح میں حضرت امام شہاب الدین خفاجی المتوفی ۱۰۶۹ھ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قولہ مَنْ سَلَّمَ اَیْ قَالَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ عَشْرَ مَرَّاتٍ الخ نسیم الریاض جلدسوئم ص ۴۹۳۔

یعنی اس طرح دس مرتبہ سلام بھیجا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

لہٰذا قرآن شریف کی آیت مبارکہ اور احادیث صحیحہ کے اطلاقات سے یہ امر واضح ہوا کہ حضور اکرم ﷺ پر مطلقاً درود وسلام پڑھنا مرغوب و مامور ہے جس میں زمان و مکان اور کسی ہیئت وانداز کی قید نہیں جس طرح اور جس وقت بھی مسلمان رسول

اکرم ﷺ پر درود و سلام کا نذرانہ پیش کرے گا اب خواہ وہ اذان سے قبل ہو یا بعد یہ فعل امر خداوند قدوس اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اذان سے قبل صلوٰۃ و سلام پڑھنا جائز نہیں یہ لوگ حکم الٰہی (جو کہ مطلق ہے) کو اپنی رائے سے مقید کرتے ہیں جو دین میں مداخلت ہے اور یہ مداخلت ناجائز و حرام ہے۔

علاوہ ازیں بعض احادیث میں اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام کا حکم صراحۃً وارد ہے۔

جیسا کہ حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔

اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَایَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِہَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوْا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ—مشکوۃ شریف ص ٦٤ مطبوعہ کراچی۔ نسائی شریف جلد اول ص ١١٠ مطبوعہ دھلی—

یعنی جب تم مؤذن سے آذان سنو تو جو الفاظ مؤذن ادا کرے تم بھی اسی طرح کہو پھر مجھ پر درود و سلام پڑھو۔ کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا پھر میرے لئے وسیلے کی دعا مانگو۔

اس حدیث مبارکہ کی پیش نظر علماء کرام فرماتے ہیں۔

وَیُسَنَّ لِکُلِّ مِنْ مُؤَذِّنٍ وَمُقِیْمٍ وَسَامِعٍ اَنْ یُصَلِّیَ وَیُسَلِّمَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ بَعْدَ فَرَاغِہٖ مِنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ— (السراج الوھاج علی متن مطبوعہ بیروت المنہاج ص ٣٨)

یعنی اذان واقامت کی فراغت کے بعد مؤذن اور سامع اور مکبر کو نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھنا سنت ہے۔

اذان بلال اور صلوٰۃ و سلام :

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو نجار کی ایک صحابیہ فرماتی ہیں کہ :

كَانَ بَيْتِي مِنْ اَطْوَلِ بَيْتٍ كَانَ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَكَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ عَلَيْهِ الْفَجْرَ فَيَاْتِي بِسَحَرٍ فَيَجْلِسُ عَلَى الْبَيْتِ يَنْظُرُ اِلَى الْفَجْرِ فَاِذَا رَاٰهُ تَمَطّٰى ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَحْمَدُكَ وَاَسْتَعِيْنُكَ عَلٰى قُرَيْشٍ اَنْ يُقِيْمُوْا دِيْنَكَ قَالَتْ ثُمَّ يُؤَذِّنُ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُهُ كَانَ تَرَكَهَا لَيْلَةً وَاحِدَةً هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ۔

ابو داؤد ص ۸٤ جلد اول مطبوعہ امدادیہ ملتان۔

ترجمہ : میرا گھر مسجد کے گرد مکانات میں سب سے اونچا تھا۔ حضرت بلال اس (مکان کی چھت) پر فجر کی اذان دیا کرتے تھے۔ وہ سحری کے وقت ہی آکر میرے مکان کی چھت پر بیٹھ کر فجر (صبح صادق) کو دیکھتے رہتے پھر جب فجر نظر آجاتی تو انگڑائی لیتے پھر دعا اس طرح مانگتے۔ اے اللہ میں تیری حمد کرتا ہوں اور تجھ سے قریش کیلئے مدد مانگتا ہوں کہ وہ لوگ تیرے دین کو قائم کریں (مسلمان ہو جائیں) وہ صحابیہ یہ بھی فرماتی ہیں کہ اس دعاء کے بعد بلال اذان دیتے وہ صحابیہ یہ بھی فرماتی ہیں۔ اللہ کی قسم ہے کہ مجھے یاد نہیں بلال نے اذان سے پہلے کبھی اس دعائیہ کلمات کا ناغہ کیا ہو۔

مذکور حدیث سے یہ خوبی واضح ہوا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے پہلے دعاء مانگتے تھے اور یہ انکا روزانہ کا معمول تھا۔

اگر اذان سے قبل دعا کرنا ناجائز ہوتا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس کو اپنا روزانہ کا معمول کیوں بناتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو نہ روکنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ اذان سے قبل دعا کرنے میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں۔

تو پھر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اذان سے قبل صلوٰۃ و سلام پڑھنا کیونکر ناجائز ہوگا کیونکہ

رسول اکرم ﷺ پر درود و سلام پڑھنا یہ آپ کیلئے دعاء ہے۔

جیسا کہ حضرت شیخ محمد قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

قوله دعاءٌ واحدٌ المُرادُ بِهِ الصّلوةُ والسّلامُ لِأنّهما دُعاءٌ اھ اعانة الطالبين جلد اول ص ۲٤۲ مطبوعه مصر۔

معلوم ہوا کہ اذان سے قبل اگر بہ نیت دعا حضور پر نور ﷺ پر درود و سلام پڑھا جائے تو بلا شبہ جائز و مستحب ہوگا۔

حدیث بلال پر اعتراض اور اس کا جواب:

بعض حضرات کا حضرت بلال ؓ کی حدیث پر جرح کرنا کہ اس حدیث کا راوی کذاب ہے جس کی بناء اس حدیث سے استدلال درست نہیں۔

فاقول وباللہ التوفیق

حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں فقط ایک راوی احمد بن محمد بن ایوب بغدادی پر بعض محدثین کرام نے کلام کیا ہے جس سے عدم احتجاج ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں۔

اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَيُّوْب صَاحِبُ الْمَغَازِيْ يُكْنٰى اَبَا جَعْفَرٍ صَادِقٌ كَانَتْ فِيْهِ غَفْلَةٌ لَمْ يُدْفَعْ بِحُجَّةٍ۔ الخ تقريب التهذيب ص١٤ مطبوعه نولكشور۔

یعنی احمد بن محمد بن ایوب سچے راوی تھے اس میں کچھ روایت حدیث کی بابت غفلت تھی (لیکن) احتجاج سے موضوع نہ تھے۔

تهذيب التهذيب ميں ھے۔

اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَيُّوْبَ الْبَغْدَادِيُّ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْوَرَّاقُ قَالَ عُثْمَانُ الدَّارِمِيُّ كَانَ اَحْمَدُ وَعَلِيٌّ

یعنی عثمان دارمی نے کہا کہ امام احمد اور علی بن مدینی۔ ابو جعفر وراق احمد بن محمد بن ایوب بغدادی کی تعریف کرتے ہیں اور ابراہیم حربی نے کہا کہ ابو جعفر وراق

بْنُ الْمَدِيْنِيْ يُحْسِنَانِ الْقَوْلَ فِيْهِ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ الْحَرْبِيْ كَانَ وَرَّاقًا ثِقَةً لَوْ قِيْلَ لَهُ اَكْذِبْ لَمْ يُحْسِنْ الخ تهذیب التهذیب ۱/ ۷۰ مطبوعه دکن

ثقہ راوی تھے ان کو جھوٹا کہنا درست نہیں۔

شیخ الاسلام امام ذہبی المتوفی ۸۴۷ھ فرماتے ہیں۔

اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَيُّوْبَ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْوَرَّاقُ صَاحِبُ الْمَغَازِيْ صَدُوْقٌ حَدَّثَ عَنْهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالنَّاسُ الخ میزان الاعتدال ۱/ ۱۳۳ مطبوعه بیروت دار معرفة۔

یعنی احمد بن محمد بن ایوب ابو جعفر الوراق صاحب کتاب المغازی سچا ہے ان سے ابو داؤد اور دیگر حضرات نے روایت کی ہے۔

علاوہ ازیں امام ابو داود نے اس روایت پر سکوت فرمایا ہے۔ ائمہ حدیث نے لکھا ہے کہ جس حدیث کو ابو داود رحمۃ اللہ علیہ ذکر فرماکر اس پر جرح سے سکوت فرمائیں۔ تو یہ اس حدیث کے صحیح یا حسن ہونے کی دلیل ہے۔

جیسا کہ ابن صلاح فرماتے ہیں۔

لِاَنَّ مَاسَكَتَ عَنْهُ يَحْتَمِلُ عِنْدَ اَبِيْ دَاؤُدَ الصِّحَّةَ وَالْحَسَنَ اھ نیل الاوطار ۲/ ۵۰ مطبوعه بیروت۔

کشف الظنون جلد نمبر ۲ ص ۱۰۰۴ مطبوعہ بیروت میں ہے۔

فَمَارَوَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ضُعْفَهُ فَهُوَ عِنْدَهُ صَحِيْحٌ اَوْ حَسَنٌ كَمَا قَالَ نَفْسُهُ وَمَاكَانَ فِيْهِ ضُعْفٌ شَدِيْدٌ بَيَّنْتُهُ وَمَالَمْ اَذْكُرْ فِيْهِ شَيْئًا فَهُوَ صَالِحٌ وَبَعْضُهَا اَصَحُّ مِنْ بَعْضٍ اھ

مولوی خلیل احمد دیوبندی المتوفی ۱۳۴۶ھ شرح ابی داود میں لکھتے ہیں۔

کہ جس حدیث پر ابو داؤد اور منذری سکوت کریں تو وہ حدیث حجت ہوتی ہے۔

قَالَ وَقَدْ سَکَتَ اَبُوْ دَاؤُدْ وَمُنْذِرِیُّ مِنَ الْکَلَامِ عَلٰی حَدِیْثِ اِبْنِ عُمَرْ وَ حَدِیْثِ اُمِّ قَیْسٍ فَھُمَا صَالِحَانُ لِاحْتِجَاجٍ بِھِمَا کَمَا صَرَّحَ بِہٖ جَمَاعَۃٌ مِنَ الْاَئِمَّۃِ الخ بذل المجھود ص ۱۲۹/۲۔

مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوا کہ جس حدیث کو ابو داؤد ذکر فرمائیں اور اس پر جرح نہ کریں تو یہ اس حدیث کے صحیح یا حسن ہونے کی دلیل ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ علماء متقدمین جو علم و عمل..... عرفان الٰہی اور محبت رسول کریم ﷺ کے پیکر تھے اور جن کی تصانیف و تالیفات پر علماء عرب و عجم کو اعتماد ہے۔ اس بارے میں ان حضرات کا کیا فرمان ہے۔

فقہاء اسلام اور صلوٰۃ و سلام :

قول اوّل : محدث کبیر حضرت امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۰۲ھ فرماتے ہیں:

قَدْ اَحْدَثَ الْمُؤَذِّنُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَالسَّلَامَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ عَقَبَ الْاَذَانِ لِلْفَرَائِضِ الْخَمْسِ اِلَّا الصُّبْحَ وَالْجُمُعَۃَ فَاِنَّھُمْ یُقَدِّمُوْنَ ذٰلِکَ فِیْھَا عَلَی الْاَذَانِ۔فَقَالَ قَدْ اُخْتُلِفَ فِیْ ذٰلِکَ ھَلْ ھُوَ مُسْتَحَبٌّ اَوْ مَکْرُوْہٌ اَوْ بِدْعَۃٌ اَوْمَشْرُوْعٌ۔ فَقَالَ وَالصَّوَابُ مِنَ الْاَقْوَالِ اِنَّہٗ بِدْعَۃٌ حَسَنَۃٌ یُؤْجَرُ فَاعِلُہٗ بِحُسْنِ نِیَّتِہٖ۔ (القول البدیع ص ۱۹۳)

یعنی مؤذنین حضرات کا نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر صلوٰۃ و سلام اس طرح شروع کرنا کہ پنج وقتہ فرض نماز کی اذان کے بعد سوائے اذان فجر اور جمعہ کے ان دو وقتوں میں اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں تو اس میں اختلاف کیا گیا ہے کہ آیا یہ فعل مستحب ہے یا مکروہ یا بدعت مذمومہ یا بدعت مشروعہ آپ نے فرمایا کہ ان تمام اقوال میں درست اور مناسب قول یہی ہے

(کہ اذان سے متصل یا بعد مذکورہ انداز میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا بدعت حسنہ ہے اور پڑھنے والا حسن نیت کی بناء ثواب پائے گا۔

قول دوئم:

محدث کبیر حضرت شیخ الاسلام امام ذکریا انصاری قدس سرہ العزیز التوفی ۹۲۶ھ فرماتے ہیں۔

فالاصلُ ثابتٌ والھیئۃُ بدعۃٌ حسنۃٌ الخ۔

فتاویٰ شیخ الاسلام ص ۵۰ مطبوعہ دمشق

یعنی (درود سلام کی) اصل ثابت ہے اور اس انداز میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا بدعت حسنہ ہے۔

قول سوئم:

محدث کبیر شیخ محمد بن علان صدیقی قدس سرہ العزیز التوفی ۱۰۵۷ھ فرماتے ہیں:

افتی شیخنا وغیرہ بانّ مایفعلہٗ المؤذنون الآن من الاعلان بالصلوٰۃ والتسلیم مرارًا حسنٌ (الی ان قال) والصوابُ انّہٗ بدعۃٌ حسنۃٌ یُؤجرُ فاعلہٗ بحسبِ نیّتہٖ اھ

فتوحات الربانیۃ جلد دوئم ص ۱۱۳ مطبوعہ بیروت۔

یعنی ہماری شیخ اور دیگر علماء کرام نے فتویٰ دیا ہے کہ اس زمانے میں مؤذنین جس انداز میں صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں فعل حسن ہے۔ اور اس طرح صلوٰۃ وسلام پڑھنا بدعت حسنہ ہے پڑھنے والا حسن نیت پر ثواب پائے گا۔

قول چہارم:

مذہب حنفیہ کی مشہور و معروف کتاب درمختار میں حضرت شیخ علاء الدین حصکفی قدس سرہ العزیز التوفی ۱۰۸۸ھ اور حضرت شیخ محمد امین بن عمر والمعروف بابن عابدین قدس سرہ العزیز التوفی ۱۲۵۲ھ ردالمحتار میں فرماتے ہیں:

الصَّوَابُ مِنَ الْاَقْوَالِ اَنَّهَا بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ اھ رد المحتار جلد اول ۳٦٢ مطبوعہ مصر

یعنی اس انداز میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا بدعت حسنہ ہے۔

آگے ص ۴۸۳ جلد اول میں فرماتے ہیں:

وَمُسْتَحَبَّةٌ فِیْ كُلِّ اَوْقَاتِ الْاِمْكَانِ حَیْثُ لَامَانِعَ وَبَیْنَ یَدَیْ سَائِرِ الْاُمُوْرِ الْمُهِمَّةِ الخ

یعنی ہر وقت جب کوئی مانع نہ ہو اور ہر کام سے پہلے درود و سلام پڑھنا مستحب ہے۔

قول پنجم:

قطب ربانی امام شعرانی المتوفی ۹۷۳ھ فرماتے ہیں۔

قَالَ شَیْخُنَا رحمه الله - لَمْ یَكُنِ التَّسْلِیْمُ الَّذِیْ یَفْعَلُهُ الْمُؤَذِّنُوْنَ فِیْ اَیَّامِ حَیَاتِهٖ ﷺ وَلَا الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ رِضْوَانُ اللهِ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ قَالَ كَانَ فِیْ اَیَّامِ الرَّوَافِضِ بِمِصْرَ شَرَعُوْا اَلتَّسْلِیْمَ عَلَی الْخَلِیْفَةِ وَوُزَرَائِهٖ بَعْدَ الْاَذَانِ اِلٰی اَنْ تُوُفِّیَ الْحَاكِمُ بِاَمْرِ اللهِ وَوَلَّوْا اُخْتَهٗ فَسَلَّمُوْا عَلَیْهَا وَعَلٰی وُزَرَائِهَا مِنَ النِّسَآءِ فَلَمَّا تَوَلَّی الْمَلِكُ الْعَادِلُ صَلَاحُ الدِّیْنِ بْنُ اَیُّوْبَ فَاَبْطَلَ هٰذِهِ الْبِدَعَ وَاَمَرَ بِهَا اَهْلَ الْاَمْصَارِ وَالْقُرٰی فَجَزَاهُ اللهُ خَیْرًا اھ كشف الغمة عن جمیع الامة ۷۸/۱ مطبوعہ مصر

یعنی ہمارے شیخ نے فرمایا کہ آج کل مؤذن حضرات نبی کریم ﷺ پر اذان سے پہلے یا بعد درود و سلام پڑھتے ہیں یہ حضور نبی کریم ﷺ اور خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں نہ تھا۔ پھر فرمایا کہ جب مصر پر روافض کا تسلط ہوا تو روافض نے اپنے خلیفہ پر اذان کے بعد سلام پڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ خلیفہ مر گیا پھر انہوں نے اس کی بہن کو والی بنایا اور سلام اس پر اور اس کی وزراء عورتوں پر بدستور جاری رکھا پھر جب صلاح الدین بن ایوب عادل کا دور حکومت ہوا تو انہوں نے روافض کی اس بدعت کو باطل کر کے اس کے

عوض حضور انور ﷺ پر صلوٰۃ وسلام کا تمام شہروں اور گاؤں میں امر فرمایا اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین انتہی۔

قول ششم:

خاتم المحققین حضرت شیخ محمد بخیت مصری حنفی المتوفی سنہ ۱۳۵۴ھ قدس سرہ العزیز اذان سے پہلے یا بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے استحباب پر آیت کریمہ کے اطلاق سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَلَايَلْزَمُ مِنْ ذٰلِكَ اَنَّ فِعْلَهُمَا بِدْعَةٌ مَذْمُوْمَةٌ شَرْعًا بَلْ فِعْلُهُمَا كَذٰلِكَ سُنَّةٌ حِيْنَئِذٍ لِدُخُوْلِهٖ تَحْتَ الْاَمْرِ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا- فَاِنَّ الْاَمْرَ فِي هٰذِهِ الْاٰيَةِ مُطْلَقٌ وَهُوَ قَطْعِيُّ الدَّلَالَةِ قَطْعِيُّ الثُّبُوْتِ فَيُفِيْدُ الْفَرْضِيَّةَ (حتى قال) وَلَا فَرْقَ فِي ذٰلِكَ بَيْنَ السِّرِّ وَالْجَهْرِ وَبَيْنَ مَكَانٍ وَمَكَانٍ وَزَمَانٍ وَزَمَانٍ وَبَيْنَ اَنْ يَكُوْنَ عَقِبَ الْاَذَانِ اَوْلَا فَاِنَّ كُلَّ ذٰلِكَ دَاخِلٌ تَحْتَ الْاَمْرِ الْمُطْلَقِ فِي الْاٰيَةِ وَمِنْ جُزْئِيَّاتِ حَالٍ اَوْ مَكَانٍ دُوْنَ مَكَانٍ اَوْ زَمَانٍ دُوْنَ زَمَانٍ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ عَدَمِ فِعْلِهِمَا فِي زَمَنِهٖ ﷺ

یعنی اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ ان کا کرنا (یعنی صلوٰۃ وسلام مذکورہ انداز میں) شرعاً بدعت مذمومہ ہے۔ بلکہ ان کا کرنا اس وقت بھی سنت ہے کیونکہ یہ بھی صلوا وسلموا کے حکم میں داخل ہے۔ بلاشبہ اس آیت مبارکہ میں حکم مطلق ہے اور وہ قطعی الدلالت و قطعی الثبوت ہے جو فرضیت کا فائدہ دیتا ہے۔ اور کسی فرق کے بغیر کہ درود وسلام خواہ آہستہ ہو یا بآواز بلند۔ خواہ کسی مکان میں ہو یا کسی وقت میں ہو۔ اذان کے بعد ہو یا کسی بھی وقت یہ تمام آیت کریمہ کے مطلق حکم میں داخل ہیں مامور بہ کے جزئیات سے ہے آیت کریمہ میں صلوٰۃ وسلام

اَنْ یَکُوْنَ فِعْلُھُمَا بِدْعَۃً مَذْمُوْمَۃً شرعاً لِاَنَّ السُّنَّۃَ کَمَا تَثْبُتُ بِفِعْلِہٖ تَثْبُتُ بِقَوْلِہٖ وَفِعْلُھُمَا دَاخِلٌ تَحْتَ الْاَمْرِ الْقَوْلِیْ مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ کَمَا عَلِمْتَ اھ احسن الکلام ص ۳۳۔

پڑھنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ کسی حال کسی مکان کسی زمان سے مقید نہیں (بلکہ مطلق ہے) اور رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں صلوٰۃ وسلام کا مذکور انداز میں نہ ہونا اس سے یہ امر لازم نہیں آتا کہ ان کا کرنا شرعاً بدعت مذمومہ ہے کیونکہ سنت جس طرح رسول اکرم ﷺ کے فعل سے ثابت ہوتی ہے اسی طرح قول سے بھی اور صلوٰۃ وسلام اذان سے پہلے یا بعد امر قولی کے تحت ہے جیساکہ آپ نے جانا۔

حضرت شیخ محمد حیت مصری حنفی المتوفی ۱۳۵۴ھ قدس سرہ العزیز کے کلام سے چند فوائد مستفاد ہوئے۔

(۱) بلاقید زمان ومکان وحالت کے رسول اکرم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا سنت ہے۔

(۲) ہر فعل کے جواز واستحباب کیلئے اس فعل کا رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں پایا جانا ضروری نہیں۔

(۳) ہر بدعت بری نہیں ہے۔

ناظرین کرام:

مذکور بالا تمام اقوال سے یہ امر خوبی واضح ہوتا ہے کہ صلوٰۃ وسلام مذکور انداز میں امر مستحسن اور باعث اجر وثواب ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

بعض معترضین اذان سے پہلے وبعد درود وسلام کو اس حدیث مبارکہ کے پیش نظر کہ (کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ) ناجائز اور بدعت کہتے ہیں۔

فاقول وباللہ التوفیق جاننا چاہئے کہ منکرین کا اس حدیث پاک سے عدم جواز پر

استدلال کرنا درست نہیں۔

کیونکہ یہ حدیث عام مخصوص منہ البعض ہے یعنی اپنے عموم پر نہیں۔ اگر اس حدیث سے عمومیت مراد لی جائے تو بہت سے احادیث مبارکہ سے اس کا تعارض ہوگا۔

اور یہ مراد لینا کہ ہر چیز جو رسول اکرم ﷺ کے بعد ایجاد ہوئی وہ بدعت ضلالہ ہے بدعت حسنہ کوئی چیز نہیں تو یہ قول تمام محدثین کرام اور فقہاء اسلام کے اقوال کے مخالف ہوگا۔ جیسا کہ حضرت امام محی الدین نووی المتوفی ۶۷۶ھ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ قولہ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ عَامٌّ مَخْصُوْصٌ وَالْمُرَادُ غَالِبُ الْبِدَعِ اھ۔

(نووی شرح مسلم جلد ص ۲۸ مطبوعہ دہلی)

حضرت شیخ حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں:

وَالْمُرَادُ بِقَوْلِهٖ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ مَا اُحْدِثَ وَلَا دَلِيْلَ لَهٗ مِنَ الشَّرْعِ بِطَرِيْقٍ خَاصٍ وَلَا عَامٍ الخ۔ فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۳ ص ۲۱۳ مطبوعہ مصر۔

یعنی جو حدیث میں آیا ہے کہ کل بدعۃ ضلالۃ اس سے مراد وہ بدعت ہے جس پر شرعاً کوئی دلیل خواہ خاص ہو یا عام موجود نہ ہو۔

ہاں اگر تسلیم کیا جائے کہ بدعت ہے۔ پھر بھی بری بدعت نہیں ہے بلکہ اچھی بدعت ہے۔

اقسام بدعت: تمام محدثین کرام اور فقہاء اسلام نے اس سلسلہ میں یہ تصریح فرمائی ہے کہ بدعت دو قسموں میں منقسم ہے۔ ایک بدعت حسنہ "یعنی اچھی بدعت" اور دوسری بدعت سیئہ "یعنی بری بدعت"۔

جیسا کہ امام شافعی المتوفی ۲۰۴ھ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قَالَ اَلْمُحْدَثَاتُ مِنَ الْاُمُوْرِ ضَرْبَانِ اَحَدُهُمَا مَا اُحْدِثَ مِمَّا يُخَالِفُ كِتَابًا اَوْ سُنَّةً اَوْ اَثَرًا اَوْ اِجْمَاعًا فَهٰذِهِ الْبِدْعَةُ الضَّلَالَةُ وَالثَّانِيَةُ مَا اُحْدِثَ مِنَ الْخَيْرِ لَاخِلَافَ فِيْهِ لِوَاحِدٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَهٰذِهِ مُحْدَثَةٌ غَيْرُ مَذْمُوْمَةٍ الخ تہذیب الاسماء واللغات ۲ ص ۲۳- مطبوعہ بیروت

یعنی نئے کام کی دو قسمیں ہیں۔ ایک: وہ نیا کام جو کتاب یا سنت یا اثر یا اجماع کے خلاف ہو تو یہ نیا کام بدعت ضلالہ کہلائے گا۔ دوسرا: وہ نیا کام جو بہتر ہے اس میں کسی عالم کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور اس نئے کام میں (قطعاً کوئی) برائی نہیں ہے۔

محدث کبیر حضرت امام ابن اثیر التوفی ۶۰۶ھ فرماتے ہیں۔

اَلْبِدْعَةُ بِدْعَتَانِ- بِدْعَةُ هُدًى وَبِدْعَةُ ضَلَالٍ- فَمَا كَانَ فِيْ خِلَافِ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ وَرَسُوْلُهٗ ﷺ فَهُوَ فِيْ حَيِّزِ الذَّمِّ وَالْاِنْكَارِ وَمَا كَانَ وَاقِعًا تَحْتَ عُمُوْمِ مَا نَدَبَ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَحَضَّ عَلَيْهِ اللّٰهُ اَوْرَسُوْلُهٗ فَهُوَ فِيْ حَيِّزِ الْمَدْحِ وَمَالَمْ يَكُنْ لَهٗ مِثَالٌ مَوْجُوْدٌ كَنَوْعٍ مِنَ الْجُوْدِ وَالسَّخَاءِ وَفِعْلِ الْمَعْرُوْفِ فَهُوَ مِنَ الْاَفْعَالِ الْمَحْمُوْدِ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ فِيْ خِلَافِ مَا وَرَدَ الشَّرْعُ بِهٖ لِاَنَّ

یعنی بدعت کی دو قسمیں ہیں (۱) بدعت حسنہ (۲) بدعت سیئہ اور وہ کام جو اللہ اور رسول کے ماموارت کے خلاف ہو وہ بدعت مذمومہ ہے اور وہ کام جس کی خداوند قدوس اور رسول کریم ﷺ نے ترغیب دی ہو وہ بدعت مدح کے ذیل میں داخل ہے اور کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ اور ہر وہ کام جس کی مثال پہلے موجود نہ ہو جیسا کہ جود و سخا کی قسم اور کوئی نیک کام پس وہ افعال محمودہ میں سے ہے ایسے افعال شریعت کے خلاف

النَّبِیُّ ﷺ قَدْ جَعَلَ لَهُ فِیْ ذٰلِكَ ثَوَابًا۔ فَقَالَ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً كَانَ لَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا الخ نهاية جلد اول ص ۱۰۶ مطبوعه مصر۔

نہیں ہیں اور ایسے افعال کی ایجاد مستحب ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا تو رب تعالیٰ ایجاد کرنے والے کو ایجاد کا اور جو اس پر عمل کرے گا اس ثواب کے مساوی اس کو اجر عطا فرمائے گا۔ اھ۔

ناظرین کرام: مذکورہ عبارات سے واضح ہوا کہ ہر بدعت بری نہیں ہے بلکہ بری بدعت وہ ہے جو دین کے مخالف ہو اور اس میں ضعف پیدا کرے۔ اور جو بدعت دین کے موافق ہو اور مامورات و منہیات شرعیہ میں کسی شئ کو قوت دینے والی اور اس کی تائید کرنے والی ہو تو وہ اچھی بدعت ہے جس پر عمل کرنا موجب ثواب ہے۔

تو صلوٰۃ وسلام مذکورہ انداز میں ایسی بدعت ہے جو دین اسلام کے عین موافق ہے اور مامورات و منہیات شرعیہ کی مؤید ہے اس کے خلاف نہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ:

بعض معترضین کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ سے جسقدر ہمارے صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین زیادہ محبت رکھتے تھے۔ اس کے باوجود ان حضرات کا مذکورہ انداز میں صلوٰۃ وسلام کا نہ پڑھنا اس فعل کے عدم جواز کی دلیل ہے۔

فاقول وباللہ التوفیق ان معترضین کا یہ قول باطل ہے کیونکہ کسی فعل کے عدم جواز کیلئے شارع علیہ السلام کی طرف سے ممانعت کی ضرورت ہے۔ بغیر کسی دلیل ممانعت کے عدم جواز تو کجا کراہیت بھی ثابت نہیں ہوتی۔

جیسا کہ فقہاء اسلام فرماتے ہیں۔

لَایَلْزَمُ مِنْ تَرْکِ الْمُسْتَحَبِّ ثُبُوْتُ الْکَرَاھَةِ اِذْ لَابُدَّلَھَا مِنْ دَلِیْلٍ خَاصٍ اھ

(رد المحتار جلد اول ص ۱۱۵ مطبوعہ مصر)

شیخ امام نووی المتوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں۔

لَانَّ الْکَرَاھَةَ لَاتَثْبُتُ اِلَّا بِالشَّرْعِ اھ (کتاب الاذکار ص ۳۴۰ مطبوعہ مصر)

یعنی بغیر دلیل شرعی کراہت ثابت نہیں ہوتی۔

فقہاء اسلام یہ بھی فرماتے ہیں۔

کسی فعل کا سرکار دو عالم ﷺ یا صحابہ و تابعین سے منقول و ثابت نہ ہونا اس سے عدم وقوع یا عدم ثبوت لازم نہیں آتا کیونکہ عدم ثبوت عدم جواز پر اور عدم نقل عدم وقوع پر ہرگز دلالت نہیں کرتا جب تک کسی امر کی ممانعت میں کوئی خاص دلیل نہ ملے تو وہ منع نہیں ہوتا۔

(۱) شیخ ابن ہمام المتوفی ۸۶۱ھ فرماتے ہیں۔

عَدَمُ النَّقْلِ لَایَدُلُّ عَلٰی عَدَمِ الْوُقُوْعِ ثُمَّ لَوْ سُلِّمَ لَایَلْزَمُ مِنْهُ عَدَمُ الْجَوَازِ اھ فتح القدیر شرح ھدایہ اول ص ۷۔ مطبوعہ مصر

یعنی کسی امر کا منقول نہ ہونا عدم وقوع پر ہرگز دلالت نہیں کرتا اور اگر عدم وقوع مان بھی لیا جائے تو اس سے عدم جواز لازم نہیں آتا۔

(۲) شیخ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۳ھ فرماتے ہیں۔

عَدَمُ فِعْلِهٖ ﷺ لَایَنْفِی الْاِسْتِحْبَابَ اھ فتح الباری شرح بخاری جلد دوئم ص ۴۲۵ مطبوعہ مصر

یعنی رسول کریم ﷺ کا کسی فعل کو نہ کرنا یہ استحباب کی نفی نہیں کرتا۔

(۳) شیخ عبدالغنی بن عبدالواحد المتوفی ۶۰۰ھ فرماتے ہیں۔

لَيْسَ التَّرْكُ بِدَلِيْلٍ عَلَى الاِمْتِنَاعِ اھ

احکام الاحکام جلد اول ص ۲۲۲ مطبوعہ مصر

یعنی ترک فعل منع کی دلیل نہیں۔

(۴) شیخ محمد بن محمد الزبیدی المتوفی ۱۲۰۵ھ فرماتے ہیں۔

فَاعْلَمْ لَايَلْزَمُ مِنْ عَدَمِ فِعْلِهِمْ لَهَا عَلَى الطَّرِيْقَةِ الْمَعْهُوْدَةِ كَرَاهَتُهَا اَوْ عَدَمُ وُرُوْدِهَا اھ اتحاف السادۃ المتقین

جلدسوئم ص ۴۲۵ -مطبوعہ بیروت

یعنی صحابہ کرام اور تابعین کا نہ کرنا اس امر کو ایسے طریقہ پر جس سے پہچانا جائے (تو یہ نہ کرنا) کراہت اور عدم وقوع کو لازم نہیں کرتا۔

(۵) شیخ بدر الدین عینی المتوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں۔

لَايَلْزَمُ مِنْ عَدَمِ وُقُوْعِهِ مِنْ اَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ عَدَمُ جَوَازِهِ لِاَنَّ مَارَآهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ اھ- عینی شرح بخاری جلد ۷ ص ۶۱ مطبوعہ مصر

یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کسی فعل کو نہ کرنا عدم جواز کو لازم نہیں کرتا۔ کیونکہ جس چیز کو مؤمن بہتر سمجھ کر کریں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بہتر ہے۔

ناظرین محترم: مذکور تمام تصریحات سے یہ امر بخوبی واضح ہوگیا کہ اگر کوئی فعل خیر القرون سے منقول یا ثابت نہیں تو اس سے عدم جواز یا عدم وقوع ہرگز لازم نہیں آتا تاوقتیکہ اس کام کی ممانعت ثابت نہ ہو للذا اس کا کرنا جائز ہی رہے گا ممنوع نہیں ہوگا کیونکہ منع کے لئے دلیل خاص کی ضرورت ہوتی ہے۔

بحمدہ تعالیٰ ہم نے قرآن و سنت اور محدثین کرام کے اقوال سے واضح کردیا کہ مذکورہ انداز میں صلوٰۃ و سلام پڑھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔

اتنے دلائل کے باوجود اگر کوئی مذکور انداز میں درود و سلام پڑھنے کو ناجائز اور بدعت

کہہ کر لوگوں کو منع کرے وہ خود گمراہ ہے اور سوائے ہٹ دھرمی کے ان کے پاس اور کوئی دلیل نہیں۔

انصاف کیجئے:

ناظرین کرام تصویر کے دونوں رخ آپ کے سامنے ہیں اب تعصب کی عینک اتار کر خود فیصلہ کریں کہ اذان سے قبل یا بعد یا کسی بھی وقت درود و سلام پڑھنا قرآن و حدیث اور محدثین و فقہاء اسلام کی رو سے کہاں تک صحیح ہے۔

اور جو انکار کرتے ہیں ان کا انکار کہاں تک درست ہوگا آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے بطفیل حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مسلمانوں کو نیک کاموں سے روکنے والوں کی مذموم حرکتوں سے بچائے اور مسلک حقہ اہلسنت وجماعت پر ثبات و استقامت عطا فرمائے آمین۔

کتبہ الفقیر محمد عبداللہ نعیمی عفی عنہ

بتاریخ ۱۰ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

ماخذ و مراجع

حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی تالیف و ترتیب میں جن کتابوں سے استفادہ فرمایا درج ذیل ہیں:

۱	القرآن الکریم	۱۹	نھایہ فی غریب الحدیث مطبوعہ مصر
۲	ابو داؤد شریف مطبوعہ کراچی۔	۲۰	تھذیب الاسماء واللغات مطبوعہ بیروت
۳	ترمذی شریف مطبوعہ بیروت	۲۱	احکام الاحکام۔ مطبوعہ مصر
۴	نسائی شریف۔ مطبوعہ دہلی	۲۲	در مختار۔ مطبوعہ مصر
۵	مسند امام احمد بن حنبل۔ مطبوعہ بیروت	۲۳	رد المحتار۔ مطبوعہ مصر
۶	طبرانی شریف۔ مطبوعہ بیروت	۲۴	فتاویٰ شیخ الاسلام۔ مطبوعہ دمشق
۷	مشکوٰۃ شریف۔ مطبوعہ دہلی	۲۵	کشف الغمہ عن جمیع الامۃ۔ مطبوعہ مصر۔
۸	المستدرک علی الصحیحین۔ مطبوعہ بیروت	۲۶	القول البدیع۔ مطبوعہ مصر
۹	مصنف ابن ابی شیبہ۔ مطبوعہ بیروت	۲۷	تقریب التھذیب۔ مطبوعہ نولکشور
۱۰	تفسیر ابن کثیر۔ مطبوعہ مصر	۲۸	تھذیب التھذیب۔ مطبوعہ بیروت
۱۱	شفاء شریف۔ مطبوعہ مصر	۲۹	میزان الاعتدال۔ مطبوعہ بیروت
۱۲	نسیم الریاض۔ مطبوعہ مصر	۳۰	نیل الاوطار۔ مطبوعہ بیروت
۱۳	اعانۃ الطالبین۔ مطبوعہ مصر	۳۱	کشف الظنون۔ مطبوعہ بیروت
۱۴	فتح الباری شرح بخاری۔ مطبوعہ مصر	۳۲	فتح القدیر شرح ہدایہ۔ مطبوعہ مصر
۱۵	عینی شرح بخاری۔ مطبوعہ مصر	۳۳	اتحاف السادۃ المتقین۔ مطبوعہ مصر
۱۶	بذل المجہود شرح بخاری۔ مطبوعہ بیروت	۳۴	احسن الکلام۔ مطبوعہ مصر
۱۷	فتوحات الربانیہ۔ مطبوعہ بیروت	۳۵	سراج الوہاج۔ مطبوعہ بیروت
۱۸	کتاب الاذکار۔ مطبوعہ مصر	۳۶	نووی شرح مسلم۔ مطبوعہ دہلی

مزار پرانوار حضرت فقیہ العصر عالم ربانی مفتی

محمد عبداللہ نعیمی شہید رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۰۲ھ بمطابق ۱۹۸۲ء